© rasailojaraid.com

مولانا محمد فاروق بلغاری رحمۃ اللہ علیہ

مدیر التحریر

موت سے کسی کو بھی چھٹکارا نہیں۔ جب کسی کا وقتِ مقررہ آتا ہے تو خوش وخرم گھرانہ، پرمسرت ماحول اور گرما گرم محفل اچانک ویران وغم زدہ ہو جاتی ہے۔ خصوصاً بعض ہستیوں کے اٹھ جانے سے معاشرے میں رونما ہونے والے خلا کا اثر تادیر قائم رہتا ہے۔ خصوصاً اہل علم کے اس جہان فانی سے رخصت ہونے کو موت العالِم موت العالَم کہا گیا ہے۔

مولانا فاروق بلغاری رحمہ اللہ بھی اپنے وقت کے علمائے بارزین میں شمار ہوتے تھے۔ اور آپ دار العلوم بلتستان غواڑی کے اولین باقاعدہ فارغ التحصیل ہونے والوں میں سے تھے۔ اور ایک علمی وخاندانی پس منظر رکھنے والے خاندان کے چشم وچراغ بھی۔

آپ ولی ومحدث العصر حافظ عبد الصمد بلغاری رحمہ اللہ کے ہاں تقریباً 1924ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی قدر کے قائم کردہ ''مدرسہ منار الھدیٰ'' بلغار میں حاصل کی جو اس دورِ پرُآشوب میں توحید کا شمع جلانے میں مصروف تھا۔ جس سے بلتستان کے طول وعرض کے طلباء مستفید ہوتے تھے۔ نابغہ عصر مولانا حافظ کریم بخش رحمہ اللہ جب فتح پور دہلی سے سندِ فراغت لے کر یہاں تشریف لائے تو مولانا حافظ عبد الصمد رحمہ اللہ کی فرمائش پر اس مدرسے میں بطور شیخ الحدیث کچھ عرصہ علم کی موتیاں بکھیرتے رہے۔ یوں مولانا فاروق رحمہ اللہ کو بھی اپنی علمی پیاس بجھانے کا اچھا وقت ملا۔ ذہین وفطین تو تھے ہی، اسے نکھارنے کا یہ سنہری موقع تھا۔

جب مولانا کریم بخش رحمہ اللہ اپنے آبائی گاؤں میں پہلے سے قائم مدرسہ ''**دار العلوم غواڑی**'' منتقل ہوگئے تو طالب علم فاروق رحمہ اللہ اپنے استاد محترم کی رفاقت میں دار العلوم غواڑی آئے اور شیخ الحدیث مولانا کریم بخش رحمہ اللہ کے سایہ عاطفت میں حصول علم کیلئے کوشاں رہے۔ اور بہت دیر تک ان کی خدمت کا شرف حاصل کرتے رہے حتی کہ ان سے سند فراغت حاصل کی۔ آپ علمی صلاحیت کے ساتھ اچھے مقرر اور واعظ بھی تھے۔ ﴿ **زادہ بسطۃ فی العلم والجسم** ﴾ کی نعمت سے مالا مال تھے، مضبوط اور سخت محنت کش قسم کا مرد میدان تھا۔ زندگی بھر دعوت وتعلیم اور درس وتدریس سے منسلک رہے۔ اپنے گاؤں میں عوامی فلاح وبہبود اور سماجی خدمات کے کاموں میں بھی پیش پیش رہے۔

الغرض محدث العصر حافظ عبد الصمد بلغاری رحمہ اللہ کی پانچ نرینہ اولاد میں سے آپ ہی سب سے زیادہ تعلیم یافتہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور نمایاں عالم دین تھے، اور آپ ہی آخری ٹمٹماتا چراغ بھی، سو وہ بھی بجھ گیا۔ آخری دم تک آبائی مدرسے میں بطور مدرس خدمات سرانجام دیتے رہے۔ کچھ عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔ آخری دنوں میں ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' تو سکردو D.H.Q ہسپتال میں داخل کرایا۔ جہاں مختصر مدت میں بروز سوموار 23 مئی 2004ء کو 82 سال کی عمر عزیز پا کر جان جان آفرین کے سپرد کردی۔ ﴿ انا للہ وانا الیہ راجعون ﴾

سکردو سے آبائی گاؤں لے جاتے ہوئے آپ کے **مادر علمی ''جامعہ دارالعلوم بلتستان غواڑی''** کے وسیع میدان میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ جس میں طلباء و اساتذہ اور اہالیان غواڑی و کورو کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ پھر اپنے گاؤں بلغار کے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

پسماندگان میں ایک بیٹے اور بیوہ کے علاوہ آپ کے فیض یافتگان اور خاندان کے بہت سارے لوگ چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کی لغزشوں سے درگزر فرماتے ہوئے ان کے درجات بلند فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر و شکر کی توفیق عطا کرے۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ۔

چکن روسٹ

مؤرخ ابن خلکان نے ہیثم بن عدی کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ ایک شخص **تلی ہوئی مرغی** کھانے ہی لگا تھا، اتنے میں دروازے پر ایک بھوکا سائل آیا، اس کی بیوی نے بھکاری کو کچھ دینے کی اجازت مانگی، لیکن اس نے اسے محروم واپس کردیا۔ رفتہ رفتہ اس کا کاروبار خراب ہوگیا، اس کا سارا اثاثہ فنا ہوگیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ غربت کے باعث بیوی کو طلاق دے دی اور عورت نے دوسرا نکاح کرلیا۔

نئی شادی کے بعد ایک دن اس کے خاوند کے دستر خوان پر بھی ایک تلی ہوئی مرغی تھی، کھانے کے دوران ایک سائل نے دروازے پر دستک دی، صاحب خانہ نے بیوی سے کہا: **یہ مرغی سائل کو دے دو**۔ چنانچہ عورت یہ چکن روسٹ لے کر دروازے پر آئی .... **سائل کو دیکھ کر اس کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی، کیونکہ سائل اس کا سابقہ شوہر تھا !!!**

عورت نے اپنے شوہر سے کہا: **یہ سائل تو میرا پہلا شوہر تھا**۔ یہ سن کر اس نے کہا: **میں بھی تو وہی سائل ہوں، جسے اس نے اپنے دروازے سے محروم واپس کردیا تھا !!!**

© rasailojaraid.com